۵۔ واللہ علیم حلیم۔ (النساء/۱۲)

۶۔ واللہ غفور حلیم۔ (المائدہ/۱۰۱)

۷۔ وان اللہ لعلیم حلیم۔ (الحج/۵۹)

۸۔ واللہ شکور حلیم۔ (التغابن/۱۷)

علاوہ ازیں یہ لفظ چار مرتبہ انبیائے کرام کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ دو مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے

۱۔ ان ابراہیم لاواہ حلیم۔ (التوبہ/۱۱۴)

۲۔ ان ابراہیم لحلیم اواہ منیب۔ (ھود/۷۵)

ایک مرتبہ حضرت اسمٰعیل کے لیے۔ فبشرنہ بغلم حلیم۔ (الصّٰفّٰت/۱۰۱)

اور ایک مرتبہ حضرت شعیب علیہ السلام کے لیے۔ انک لانت الحلیم الرشید۔ (ھود/۸۷)

حلیم کا لفظ ''حلم'' سے بنا ہے۔ اور حلم کے معنی از روئے لغت عربیہ یہ بنتے ہیں۔ نفس پر ایسا کنٹرول ہونا۔ جو اسے غصہ میں آپے سے باہر نہ آنے دے۔ (المفردات) حلیم کے معنی العبور بھی کیے گئے ہیں جسکی تشریح میں کہا گیا ہے کہ نافرمانوں کی نافرمانی اسے ہلکا نہیں بناتی اور نہ ہی نافرمانوں پر اس کا غضب اسے آپے سے باہر کرتا ہے۔ (لسان العرب)

حلیم کو ہمارے اردو مترجمین نے بالعموم بردبار کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بردباری کی یہ صفت انبیائے کرام میں ان کے درجے اور شان کے اعتبار سے موجود تھی۔ اور پروردگار عالم میں یہ صفت اسکی شان لامتناہی کے اعتبار سے موجود ہے۔ حلیم کا مطلب خدا کے تعلق سے یہ بنتا ہے کہ وہ مجرموں کے جرائم اور گناہ گاروں کے گناہ کے سبب جلد غصہ میں آ کر بھڑک نہیں کر فوراً سزا دے دے۔ بلکہ ہر عمل کو اس کے نتیجے تک پہنچنے دیتا ہے۔

....

تبصرہ کتب

تفہیم المسائل حصہ اول
پروفیسر مفتی منیب الرحمن
صفحات: ۳۴۴، ناشر مکتبہ نعیمیہ، کراچی
قیمت: ۲۱۰ روپے
تبصرہ نگار: محمد اعظم سعیدی

پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب قدیم و جدید علوم کا حسین سنگم اور اپنے تدبر، فہم و فراست اور دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کا وسیع ادراک و مطالعہ کے باعث اسکول آف تھاٹ کی حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق رکن اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین ہیں، اہلسنت کی جملہ تنظیموں، جماعتوں کی مشترکہ رہبر کونسل کے سربراہ ہونے کے علاوہ پاکستان میں اہلسنت کے تمام دینی مدارس کے امتحانی بورڈ (تنظیم المدارس) کے بھی صدر ہیں۔ نیز تمام فقہوں کے دینی مدارس کے امتحانی بورڈ (اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ) کے سربراہ و ترجمان بھی ہیں۔ گویا پاکستان کے جملہ مکاتب فکر کے جید و ثقہ علماء کے نزدیک مفتی صاحب کی علمی لیاقت و صلاحیت، فقہی بصیرت اور ہمہ جہتی فہم و فراست مسلمہ ہے۔

مفتی منیب الرحمن صاحب کو ملکی و عالمی حالات کے تغیرات کا مکمل ادراک ہے، تہذیبوں کے ٹکراؤ اور نیو ورلڈ آرڈر پر مجلل تک میں اپنی بصیرت کا لوہا منوا چکے ہیں، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا انہیں مفتی اعظم پاکستان کی حیثیت سے تسلیم کر چکا ہے، جبکہ بیشتر جید اہل علم و اساتذہ، شیوخ احادیث و تفاسیر، ارباب فتویٰ و متخصصین نجی ملاقاتوں اور اجتماعی محفلوں میں اقرار کرتے ہیں کہ مفتی منیب الرحمن صاحب حقیقی طور پر مفتی اعظم پاکستان اور اہلسنت کے قائد و رہنما ہیں اور بجا طور پر اندرون ملک و بیرون ملک ہر میدان میں ملک و ملت اور دین و مسلک کی نمائندگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔

میں نے تفہیم المسائل کی دونوں جلدوں کا بالاستیعاب مشاہدہ کیا ہے۔ اس فتاوٰی کی ایک خوبی تو یہ ہے کہ جوابات میں نہ محض اختصار ہے کہ سائل یا قاری کی تشنگی برقرار رہے اور نہ اتنی طوالت ہے کہ قاری نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے ہی اکتا جائے، دوم طرز تحریر میں درایت بھی ہے اور مشکل نویسی سے احتراز بھی ہے۔ سوم اسلاف فقہاء عظام کی مروت و رعایت بھی ہے اور جدید سائنسی و طبی تحقیقات، معاشرتی عرف میں تغیرات اور جدید اقتصادیات و معاملات کے تناظر میں تحفظات بھی ہیں۔ یعنی اگر کہیں اختلاف کی صورت پیدا ہوئی ہے تو پیش آمدہ مسئلے کی نوع کے مطابق قوی دلائل سے اس کا حل اس انداز سے تحریر فرمایا گیا ہے کہ اسلاف یا معاصر فقہا کے دامن وقار کو مجروح نہیں ہونے دیا گیا، اس پر معروف کالم نگار

محترم ارشاد احمد حقانی، فقیہ اقراء شیخ محمد یوسف لدھیانوی، شیخ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی وغیرہم سے اختلاف میں مہذبانہ رنگ تحریر شاہد ہے۔

تفہیم المسائل حصہ اول درج ذیل چودہ ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب العقائد، کتاب الطہارت، کتاب الصلوۃ، کتاب الصوم، کتاب الزکوۃ، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب البیوع، کتاب الیمین، اسماء وسیرت، عورتوں کے متفرق مسائل، حلال وحرام، جائز وناجائز۔۔ ان ابواب میں مجموعی طور پر ۲۹۷ مسائل کے جوابات دیے گئے ہیں۔ حصہ اول دراصل مارچ ۱۹۹۹ء سے دسمبر ۲۰۰۰ء تک روزنامہ ایکسپریس کے جمعہ ایڈیشن میں تفہیم المسائل کے عنوان سے دیے گئے دینی سوالات کے جوابات کا مجموعہ ہے اور اس میں ہمعصر ارباب فتاوی سے تحریری بحث وتمحیص کے نتیجے میں مرتب ہونے والے چند جامع ومدلل فقہی فتاوے بھی اس میں شامل ہیں۔ اب تک حصہ اول کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

کتاب العقائد میں لفظ مولانا کے اطلاق پر معروف کالم نگار محترم ارشاد احمد حقانی کی بہت ہی نوادرانہ انداز میں گرفت کی گئی ہے اور عوام الناس میں زیر بحث چند دیگر الفاظ مثلاً خدا، عسکری، شیخ، شریف، سید وغیرہ کے اطلاقات کی بھی گرہ کشائی کی گئی ہے۔ اسی طرح کتاب الصوم میں رویت ہلال کے حوالے سے جو مختصر مگر جامع ومدلل جواب تحریر فرمایا گیا ہے، اگر عوام اس توضیح وتشریح سے آگاہ ہو جائیں تو ان کا وہ شک وتردد ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیگا جو چاند کو بڑا یا باریک دیکھ کر انہیں سال بسال ہوتا ہے، اسی فتوے میں زبان زد عوام کہ کتنے مہینے مسلسل ۳۰ کے اور ۲۹ دن کے ہو سکتے ہیں؟ یا پاکستان میں روزہ شروع کرنے والے سعودی عرب میں عید کب منائیں؟ جیسے مسائل کا شافی جواب موجود ہے، اسی طرح کتاب النکاح میں، خفیہ نکاح کا شرعی حکم، ٹیلیفون پر نکاح اور سول میرج کی شرعی حیثیت، دور حاضر کے گھمبیر مسائل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ کتاب الطلاق میں کیا طلاق بائن، بائن کو لاحق ہوتی ہے؟ جیسے اہم مسئلہ کی عقدہ کشائی کر کے بیشمار خاندانوں کو تفریق سے بچالیا ہے۔ اور اپنے ہمعصر مفتی صاحب کے فتوے کو قلم کی زد میں لا کر نہ صرف احقاق حق فرمایا ہے بلکہ چند معاصر ارباب فتوی کی تائیدات سے اسے مزید سنوارا گیا ہے۔ یہ بحث کم وبیش ۲۷ صفحات پر محیط ہے، نیز اسی باب میں لے پالک اور اس کے نسب پر محققانہ بحث موجود ہے۔ بچہ گود میں لینے والے حضرات کے لیے یہ فتوی ہر جہت سے رہنمائی کرتا ہے۔

کتاب البیوع میں، اشیاء کی نیلامی، ہنڈی کی بیع، پگڑی سسٹم، انعامی بانڈ پر انعام، کروڑ پتی، مالا مال اسکیم، پرائز بانڈ، انعامی بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار، قومی بچت کی اسکیمیں وغیرہ جیسے دور حاضر کو

درپیش مسائل پر بھی مدلل اور جامع فتوے موجود ہیں اسی طرح حلال وحرام اور جائز وناجائز کے باب میں، ستاروں کی تاثیر، سورج گرہن، جیسے فلکیاتی علوم کی بابت دلائل قاہرہ سے اسلام کا نظریہ پیش کیا گیا ہے، اسی باب میں پولٹری فارم کی مرغیوں کی خوراک پر بحث کر کے فقہا کے اقوال کی روشنی میں ایسی مرغیوں کے گوشت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ اسی باب کے آخر میں مقامی اخبار کے اقراء ایڈیشن میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے زیر عنوان شیخ محمد یوسف لدھیانوی کے چند فقہی جوابات جیسے شہید کی نماز جنازہ، والدین کی ناحق بات پر ان کو قبول حق کی نصیحت نہ کرو، کارخانوں اور دفاتر میں نماز جمعہ کے عدم جواز، ٹی وی ویڈیو کا مسئلہ وغیرہ پر گرفت کر کے دلائل وبراہین سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شہید کی نماز جنازہ ہوگی، اولاد مؤدبانہ لب ولہجہ میں والدین کو قبول حق کی نصیحت کر سکتے ہیں، دفاتر اور کارخانوں میں جہاں اذن عام نہیں وہاں جمعہ بھی ہو سکتا ہے، نیز ویڈیو اور ٹی وی کے مسئلہ پر شیخ لدھیانوی سے یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکے کہ اگر مووی بنانے کی اجازت دینے پر دولت پور کے امام کی اقتداء جائز نہیں تو پھر امام حرم کے پیچھے نماز کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ کیوں نہیں بتایا، بہر حال اس کتاب کے ابواب تو قدیم ہیں مگر جوابات دور جدید کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اسلیئے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا وقت کی ضرورت ہے۔

اشاریہ معارف اعظم گڑھ (انڈیا)

مرتب: محمد سہیل شفیق

صفحات: ۶۳۲، ناشر: قرطاس

پوسٹ بکس ۸۴۵۳ کراچی یونیورسٹی

تبصرہ نگار: محمد اعظم سعیدی

علامہ شبلی نعمانی کی سوچ صحرا کا تاج محل دار المصنفین اعظم گڑھ کا قیام اور ان کے تصور کی تکمیل ماہنامہ معارف کا اجراء ہے۔ اگرچہ تاج محل کی تعمیر اور معارف کا اجراء علامہ شبلی کی وفات حسرت آیات کے دو سال بعد ماہ مقدس رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں ان کے عظیم تلامذہ اور تربیت یافتہ احباب ومعتقدین کی کاوشوں سے ہوا۔ لیکن یہ کاوشیں علامہ شبلی کی بنیادی فکر اور ارادۃ الطریق (راستہ دکھانا) کی مرہون منت ہیں، یہ وہ دور تھا جب پوری دنیا پہلی جنگ عظیم کے سبب خون میں نہائی ہوئی تھی اور یورپی سفاکیت کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ برصغیر پاک وہند بھی برطانوی نوآبادی ہونے کے باعث اس خونی آندھی کی لپیٹ میں تھے، مسلمان تو خاص طور پر کچھ زیادہ ہی اس افتاد کا شکار تھے۔

اسکے علاوہ بھی مسلمانوں کو علمی وتہذیبی میدانوں میں مختلف قسم کے چیلنجوں کا سامنا

تھا۔ تہذیبوں کے الصاق و اتصال اور ٹکراؤ سے مسلم تہذیب و روایات اور اخلاقیات میں مغربی تہذیب و روایات کی آمیزش کی جا رہی تھی۔ مسلم تاریخ میں مفروضے شامل کیے جا رہے تھے۔ علمی و فکری زاویوں میں تبدیلیاں کی جا رہی تھیں۔ آزادیٔ اظہار کے نام پر محترم و معتبر شخصیات کے دامن عفیف کو داغدار کیا جا رہا تھا۔ جدید مباحث کے دروازے کھولے جا رہے تھے، مسلمانوں کی تاریخ، جغرافیہ اور ادب میں کتر و بیونت کی جا رہی تھی۔ لسانیات کے نئے حلقے ایجاد کیے جا رہے تھے۔ پاک و ہند کے چند علماء اور کچھ ادارے اپنی اپنی بساط بھر اگرچہ ان چیلنجوں کا مقابلہ کر رہے تھے مگر ان کی جدوجہد نہ تو باہم مربوط تھی اور نہ ہی مضبوط تھی، اجتماعیت کا تو مکمل فقدان تھا جبکہ کچھ لوگ برطانوی استعمار کے تہذیبی و سیاسی تسلط سے آزادی کے نعرہ کے پس پردہ جدیدیت کے نام پر متجددانہ راہ اختیار کر کے درحقیقت وہ مسلمانوں کو نہ صرف یورپی استعماریت سے مرعوب کر رہے تھے بلکہ وہ مسلمانوں کو ان کی غلامی قبول کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی جو سرسید احمد خاں کے ساتھ کام کر رہے تھے اور ان کی وفات کے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ سے منسلک ہو گئے تھے وہ مذکورہ بالا سارے روح فرسا اور ہلاکت خیز منظر کا مشاہدہ کر رہے تھے چنانچہ ۱۹۱۳ء میں واپس اعظم گڑھ آ کر انہوں نے ایک ایسا علمی و تحقیقی ادارہ قائم کرنے کا خاکہ تیار کیا کہ جہاں سے مسلمانوں کو درپیش ہمہ جہتی چیلنجوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اگرچہ اجل نے انہیں مہلت نہ دی مگر جن جواہر کو وہ تسبیح میں پرو گئے تھے ان جواہر نے علامہ شبلی کے تصور و تخیل کو امر کر دیا۔ علامہ شبلی نے جو ہیرے تراشے تھے ان میں سرفہرست سید سلیمان ندوی ہیں جنہوں نے دارالمصنفین کی بنیادوں کو استوار کیا اور ماہنامہ معارف کا اجراء کیا اور اس کے لیے جو اہداف مقرر کیے وہ ہمہ گیر و ہمہ جہت بھی تھے۔ اور اسلام و مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے رہبر و رہنما بھی تھے۔ سید سلیمان ندوی کم و بیش ۳۲ سال تک دارالمصنفین اور معارف اعظم گڑھ سے وابستہ رہے۔ ان کے بعد مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی نے معارف کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ پھر بالترتیب مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، سید صباح الدین عبدالرحمٰن معارف کے مدیر ہوئے، ان کے بعد ۱۹۸۷ء میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے معارف کی ادارت سنبھالی جو اب تک اس منصب کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

ماہنامہ معارف اعظم گڑھ انتہائی بے سروسامانی اور انتہائی قلیل وسائل میں بھی جون ۲۰۰۶ء تک اپنی تابندہ حیات کے نوے (۹۰) سال پورے کر چکا ہے۔ جبکہ سہیل شفیق کا مرتب کردہ اشاریہ جولائی ۱۹۱۶ء سے جون ۲۰۰۵ء تک ۸۹ سالوں پر محیط ہے۔ معارف نے اپنی طباعت کے ۸۹ سالوں میں

میرے محدود مطالعہ کے مطابق صرف تین مرتبہ سانس لی ہے یعنی مئی جون ۱۹۳۱ء، مئی جون ۱۹۵۵ء اور اپریل مئی ۱۹۹۹ء میں تین مرتبہ دو، دو ماہ کے مشترکہ شمارے کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ شاید اسکے تسلسل و باقاعدگی میں کبھی انقطاع نہیں آیا۔ معارف جیسے دینی، علمی، تحقیقی، تاریخی اور ادبی خشک رسالے کا اس قدر طویل عرصہ تک جاری رہنا اگرچہ حیران کن ہے تو اس کے بعد دیگرے مدیران گرامی کی سعی و لگن، ذوق اور رسم وفا نبھانا بھی لائق تحسین ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''اشاریہ معارف اعظم گڑھ'' اسی ماہنامہ معارف کے منتشر شماروں میں سے کشید کیا ہوا عطر ہے۔ یہ اشاریہ مجلہ التفسیر کی مجلس معاونت کے رکن، کراچی یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ اسلامی کے باہمت نوجوان، فاضل محقق و مورخ استاد محمد سہیل شفیق نے صرف ڈیڑھ سال کے مختصر عرصہ میں انتہائی محنت و جانفشانی اور علمی خدمت کے جذبہ صادق سے سرشار ہو کر مرتب کیا ہے، اگرچہ اسی نام و نہج سے معارف پر پہلے بھی کچھ کام ہوا تھا مگر وہ القلیل کالمعدوم کی مانند تھا۔ جیسا کہ محترمہ نگار سجاد ظہیر صاحبہ صدر شعبہ تاریخ اسلامی جامعہ کراچی کے تحریر کردہ مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۶۹ء میں رسالہ برہان میں معارف کا اشاریہ شائع ہونا شروع ہوا تھا مگر چند قسطوں بعد یہ سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ اسی طرح انجمن ترقی اردو دہلی کے سہ ماہی رسالے ''اردو ادب'' کے شمارہ نمبر ۳ بابت ستمبر ۱۹۸۳ء میں ''اشاریہ معارف اعظم گڑھ'' کے عنوان سے ڈاکٹر صابرہ بیگم کا سات صفحات پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں جلد اول تا جلد سولہ کا اشاریہ دیا گیا تھا، ایسے ہی علوم اسلامیہ کی ایک اردو انسائیکلوپیڈیا نامی کتاب (مطبوعہ ۱۹۹۵ء دہلی) کی پہلی جلد میں ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کا اشاریہ دیا گیا ہے، جو کہ جولائی ۱۹۱۶ء سے ۱۹۷۰ء تک یعنی ۵۴ سال کے رسالوں پر محیط ہے بقول نگار صاحبہ اس اشاریہ کی ثقاہت علمی حلقوں میں ایک بڑا سوالیہ نشان ہے؟ اسکے علاوہ خود ماہنامہ معارف کے شمارہ اپریل مئی ۱۹۹۹ء میں جناب جمشید ندوی کے مرتب کردہ اشاریہ کی ایک قسط بطور نمونہ شائع ہوئی تھی جو کہ ابتدائی تین سالوں پر محیط ہے۔

اشاریہ معارف اعظم گڑھ علامہ شبلی نعمانی کے خواب کی حسین تعبیروں میں حسین ترین اضافہ ہے، جو کام مالی طور پر مستحکم ادارے کے لیے سہل نہ تھا سہیل نے سہولت سے تنہا کر دکھایا ہے کہ معارف کے ۸۹ سالہ حسن کو نہ صرف لوح اشاریہ میں نقش کر دیا ہے بلکہ اس کی مانگ میں شفق رنگ بھر دیا ہے یعنی جو کام ایک ادارے یا بورڈ کے بس کا تھا وہ فرد واحد نے انجام دیا ہے، معارف کے ایک ہزار پینسٹھ (۱۰۶۵) منتشر رسائل کو تلاشنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور یہ کام فرہاد جیسا کشتۂ حسن معارف سہیل شفیق ہی انجام دے سکتا ہے۔ رسائل تلاشنا کس قدر صبر آزما اور جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس